علماء دیوبند کی تحقیق کہ 12 ربیع الاول نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پردہ فرمانے کا دن نہیں ہے

ملفوظ ۲۵۴: ایک شخص کے خط کے جواب کے سلسلہ میں فرمایا کہ میں نے حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ رضاء دائمی کی دعاء فرما دیجئے۔ فرمایا کہ رضا میں دائم کی قید کیسی۔ رضا تو دائم ہی ہوتی ہے۔ وہ راضی ہو کر پھر ناراض نہیں ہوتے۔ سبحان اللہ کیسی کام کی بات فرمائی۔ یہ حضرات حکیم تھے جوابات فرماتے تھے جامع اور مانع ہوتی تھی۔

ملفوظ ۲۵۵: ایک صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی تاریخ وفات ربیع الاول کی بارہ غلط مشہور ہے۔ نویں تاریخ کو حضور نے حج کیا اور وہ جمعہ کا دن تھا اور اسی سال وفات ہوئی اور دوشنبہ کو ہوئی۔ یہ مقدمات سب متواتر اور قطعی ہیں۔ اب اس کے بعد کوئی حساب ایسا نہیں ہو سکتا جس سے دوشنبہ کو بارہ ربیع الاول ہو۔ خدا معلوم یہ کہاں سے مشہور ہو گیا۔

ملفوظ ۲۵۶: ایک صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ کتاب

قسط نمبر ۲۵

قَالَ اللّٰہُ تعالیٰ قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا۔ الآیۃ

چوں نص مزبور مجوز است از مطلوبیت کلمات حسنہ بحکمتہا بالمطابقۃ واستماعہا واستماعہ بالالتزام ذکر اسے

اَلْاِفَاضَاتُ الْیَوْمِیَہ

مِنَ

اَلْاِفَادَاتُ الْقَوْمِیَہ

حصہ ہشتم جزو اول

کہ عبارت است از ملفوظات سراج الملۃ وحکیم الامۃ مولانا مولوی محمد اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہ مصداق بود از چنیں کلمات حسنہ بناءً علیہ

ظہور الحسن ناظم مکتبہ تالیفات اشرفیہ تھانہ بھون اشاعت کرد

وفات کا دن:

ابوجعفر کا قول ہے کہ علمائے تاریخ کا اس پر اتفاق ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ربیع الاول میں دوشنبے کے دن ہوئی مگر یہ کہ اس ماہ کے کس دوشنبے میں ہوئی اس میں البتہ اختلاف ہے۔ اس کے متعلق بعض ارباب سیر نے فقہائے حجاز کے حوالے سے یہ بات بیان کی ہے کہ ربیع الاول کی دوسری تاریخ دوشنبے کے دن نصف النہار سے قبل رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی اور اسی دن ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی گئی۔

تاريخ الأمم والملوك

تاريخ الطبري

الإمام الفقيه المفسر المؤرخ أبو جعفر محمد بن جرير الطبري

(224 - 310) هـ

طبعة مقدم لها بتوضيح في أسانيد الطبري وبيان المؤاخذات عليها، وصححت النسخة على أصح النسخ الموجودة، وخدمت بفهارس للآيات وفهارس للأحاديث، وفهارس للموضوعات.

الساعة، ثم رجع وانصرف الناس، وهم يظنون أن رسول الله ﷺ قد أفاق من وجعه، فرجع أبو بكر إلى أهله بالسنح.

حدثنا ابن حميد، قال: حدثنا سلمة، عن ابن إسحاق، عن أبي بكر بن عبد الله بن أبي مليكة، قال: لما كان يوم الاثنين خرج رسول الله ﷺ عاصباً رأسه إلى الصبح، وأبو بكر يصلي بالناس، فلما خرج رسول الله ﷺ تفرج الناس، فعرف أبو بكر أن الناس لم يفعلوا ذلك إلا لرسول الله ﷺ، فنكص عن مصلاه، فدفع رسول الله في ظهره، وقال: «صل بالناس». وجلس رسول الله إلى جنبه، فصلى قاعداً عن يمين أبي بكر، فلما فرغ من الصلاة، أقبل على الناس وكلمهم رافعاً صوته حتى خرج صوته من باب المسجد، يقول: «يأيها الناس، سعرت النار، وأقبلت الفتن كقطع الليل المظلم! وإني والله لا تمسكون علي شيئاً، إني لم أحل لكم إلا ما أحل لكم القرآن، ولم أحرم عليكم إلا ما حرم عليكم القرآن». فلما فرغ رسول الله ﷺ من كلامه، قال له أبو بكر: يا نبي الله، إني أراك قد أصبحت بنعمة الله وفضله كما تحب، واليوم يوم ابنة خارجة، فآتيها. ثم دخل رسول الله ﷺ وخرج أبو بكر إلى أهله بالسنح.

حدثنا ابن حميد، قال: حدثنا سلمة، عن ابن إسحاق، عن يعقوب بن عتبة، عن الزهري، عن عروة، عن عائشة، قالت: رجع رسول الله ﷺ في ذلك اليوم حين دخل من المسجد، فاضطجع في حجري، فدخل علي رجل من آل بكر في يده سواك أخضر. قالت: فنظر رسول الله ﷺ إلى يده نظراً عرفت أنه يريده، فأخذته فمضغته حتى ألنته، ثم أعطيته إياه، قالت: فاستن به كأشد ما رأيته يستن بسواك قبله، ثم وضعه، ووجدت رسول الله يثقل في حجري. قالت: فذهبت أنظر في وجهه، فإذا نظره قد شخص، وهو يقول: «بل الرفيق الأعلى من الجنة!» قالت: قلت: خيرت فاخترت والذي بعثك بالحق! قالت: وقبض رسول الله ﷺ.

حدثنا ابن حميد، قال: حدثنا سلمة، عن محمد بن إسحاق، عن يحيى بن عباد بن الزبير، عن أبيه عباد، قال: سمعت عائشة تقول: مات رسول الله ﷺ بين سحري ونحري وفي دوري، ولم أظلم فيه أحداً، فمن سفهي وحداثة سني أن رسول الله قبض وهو في حجري، ثم وضعت رأسه على وسادة، وقمت ألتدم مع النساء، وأضرب وجهي.

ذكر الأخبار الواردة باليوم الذي توفي فيه رسول الله ﷺ ومبلغ سنه يوم وفاته

قال أبو جعفر: أما اليوم الذي مات فيه رسول الله ﷺ، فلا خلاف بين أهل العلم بالأخبار فيه أنه كان يوم الاثنين من شهر ربيع الأول، غير أنه اختلف في أي الأثانين كان موته ﷺ.

فقال بعضهم في ذلك ما حدثت عن هشام بن محمد السائب، عن أبي مخنف، قال: حدثنا الصقعب بن زهير، عن فقهاء أهل الحجاز، قالوا: قبض رسول الله ﷺ نصف النهار يوم الاثنين، لليلتين مضتا من شهر ربيع الأول، وبويع أبو بكر يوم الاثنين في اليوم الذي قبض فيه النبي ﷺ.

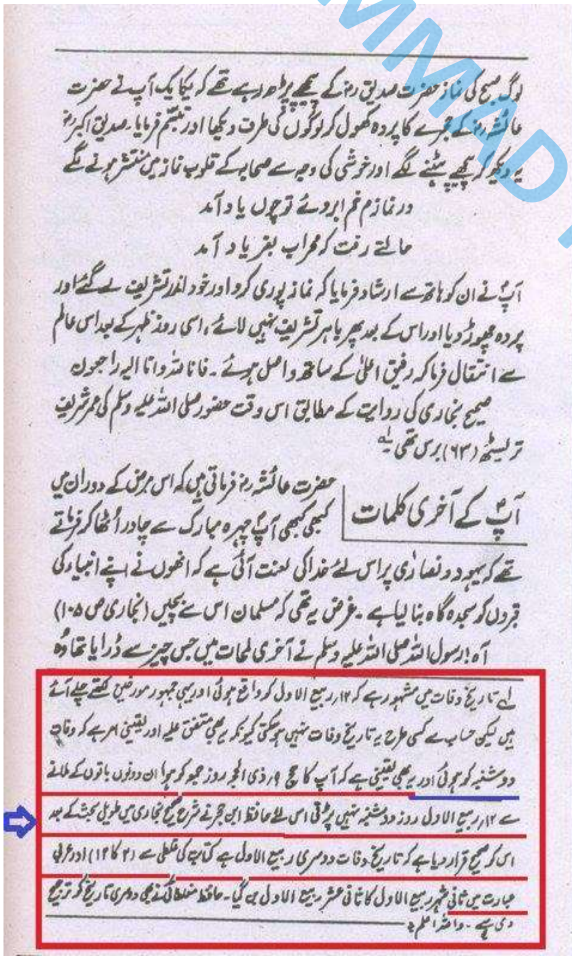
وقال الواقدي: توفي يوم الاثنين لثنتي عشرة ليلة خلت من شهر ربيع الأول، ودفن من الغد نصف النهار حين زاغت الشمس، وذلك يوم الثلاثاء.

قال أبو جعفر: توفي رسول الله ﷺ وأبو بكر بالسنح وعمر حاضر.

فحدثنا ابن حميد، قال: حدثنا سلمة، عن ابن إسحاق، عن الزهري، عن سعيد بن المسيب، عن أبي هريرة قال: لما توفي رسول الله ﷺ قام عمر بن الخطاب، فقال: إن رجالاً من المنافقين يزعمون أن رسول الله توفي وأن رسول الله والله ما مات، ولكنه ذهب إلى ربه كما ذهب موسى بن عمران، فغاب عن قومه أربعين ليلة، ثم رجع بعد أن قيل قد مات، والله ليرجعن رسول الله فليقطعن أيدي رجال وأرجلهم يزعمون أن رسول الله مات.

قال: وأقبل أبو بكر حتى نزل على باب المسجد حين بلغه الخبر، وعمر يكلم الناس، فلم يلتفت إلى شيء حتى دخل على رسول الله ﷺ في بيت عائشة، ورسول الله مسجى في ناحية البيت، عليه برد حبرة، فأقبل حتى كشف عن وجهه، ثم أقبل عليه فقبله، ثم قال: بأبي أنت وأمي! أما الموتة التي كتب الله عليك فقد ذقتها، ثم لن يصيبك بعدها موتة أبداً. ثم رد الثوب على وجهه، ثم خرج وعمر يكلم الناس، فقال: على رسلك ياعمر! فأنصت، فأبى إلا أن يتكلم، فلما رآه أبو بكر لا ينصت أقبل على الناس، فلما سمع الناس كلامه أقبلوا عليه وتركوا عمر، فحمد الله وأثنى عليه، ثم قال: أيها الناس، إنه من كان يعبد محمداً فإن محمداً قد مات، ومن كان يعبد الله فإن الله حي لايموت. ثم تلا هذه الآية: ﴿وَمَا مُحَمَّدٌ إِلاَّ رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ﴾ إلى آخر الآية. قال: فو الله لكأن الناس لم يعلموا أن هذه الآية نزلت على رسول الله ﷺ حتى تلاها أبو بكر يومئذ. قال: وأخذها الناس عن أبي بكر فإنما هي في أفواههم.

قال أبو هريرة: قال عمر: والله ما هو إلا أن سمعت أبا بكر يتلوها فعقرت حتى وقعت إلى الأرض، ما تحملني رجلاي، وعرفت أن رسول الله قد مات.



لوگ صبح کی نماز حضرت صدیق رضؓ کے پیچھے پڑھ رہے تھے کہ یکایک آپ نے حضرت عائشہ رضؓ کے حجرے کا پردہ کھول کر لوگوں کی طرف دیکھا اور تبسم فرمایا۔ صدیق اکبر رضؓ یہ دیکھ کر پیچھے ہٹنے لگے اور خوشی کی وجہ سے صحابہ کے قلوب نماز میں منتشر ہونے لگے

در نماز م خم ابروئے تو چوں یاد آمد
حالتے رفت کہ محراب بفریاد آمد

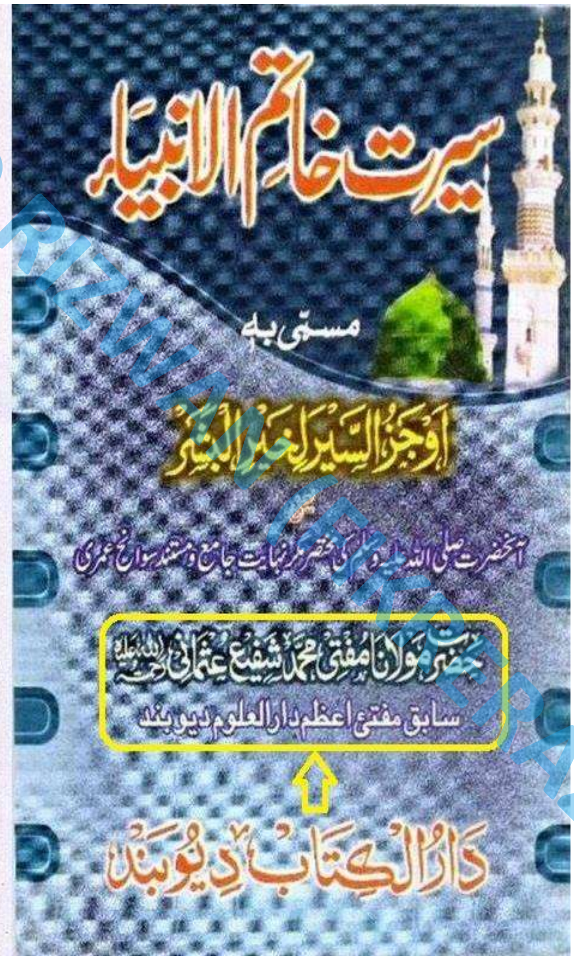
آپ نے ان کو ہاتھ سے ارشاد فرمایا کہ نماز پوری کرو اور خود اندر تشریف لے گئے اور پردہ چھوڑ دیا اور اس کے بعد پھر باہر تشریف نہیں لائے، اسی روز ظہر کے بعد اس عالم سے انتقال فرما کر رفیق اعلیٰ کے ساتھ واصل ہوئے۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون

صحیح بخاری کی روایت کے مطابق اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف ترسیٹھ (۶۳) برس تھی [1]

آپ کے آخری کلمات

حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ اس مرض کے دوران میں کبھی کبھی آپ چہرہ مبارک سے چادر اُٹھا کر فرماتے تھے کہ یہود و نصاریٰ پر اس لئے خدا کی لعنت آئی ہے کہ انھوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا ہے۔ غرض یہ تھی کہ مسلمان اس سے بچیں (بخاری ص ۱۰۵) آہ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری لمحات میں جس چیز سے ڈرایا تھا وہ

[1] تاریخ وفات میں مشہور رہے کہ ۱۲ ربیع الاول کو واقع ہوئی اور یہی جمہور مورخین لکھتے چلے آئے ہیں لیکن حساب سے کسی طرح یہ تاریخ وفات نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ بھی متفق علیہ اور یقینی امر ہے کہ وفات دوشنبہ کو ہوئی اور یہ بھی یقینی ہے کہ آپ کا حج ۹ ذی الحجہ روز جمعہ کو ہوا ان دونوں باتوں کے ملانے سے ۱۲ ربیع الاول روز دوشنبہ نہیں پڑتی اس لئے حافظ ابن حجر نے شرح صحیح بخاری میں طویل بحث کے بعد اس کو صحیح قرار دیا ہے کہ تاریخ وفات دوسری ربیع الاول ہے کتابت کی غلطی سے (۲ کا ۱۲) اور عربی عبارت میں ثانی شہر ربیع الاول کا ثانی عشر ربیع الاول بن گیا۔ حافظ مغلطائی نے بھی دوسری تاریخ کو ترجیح دی ہے۔ واللہ اعلم۔

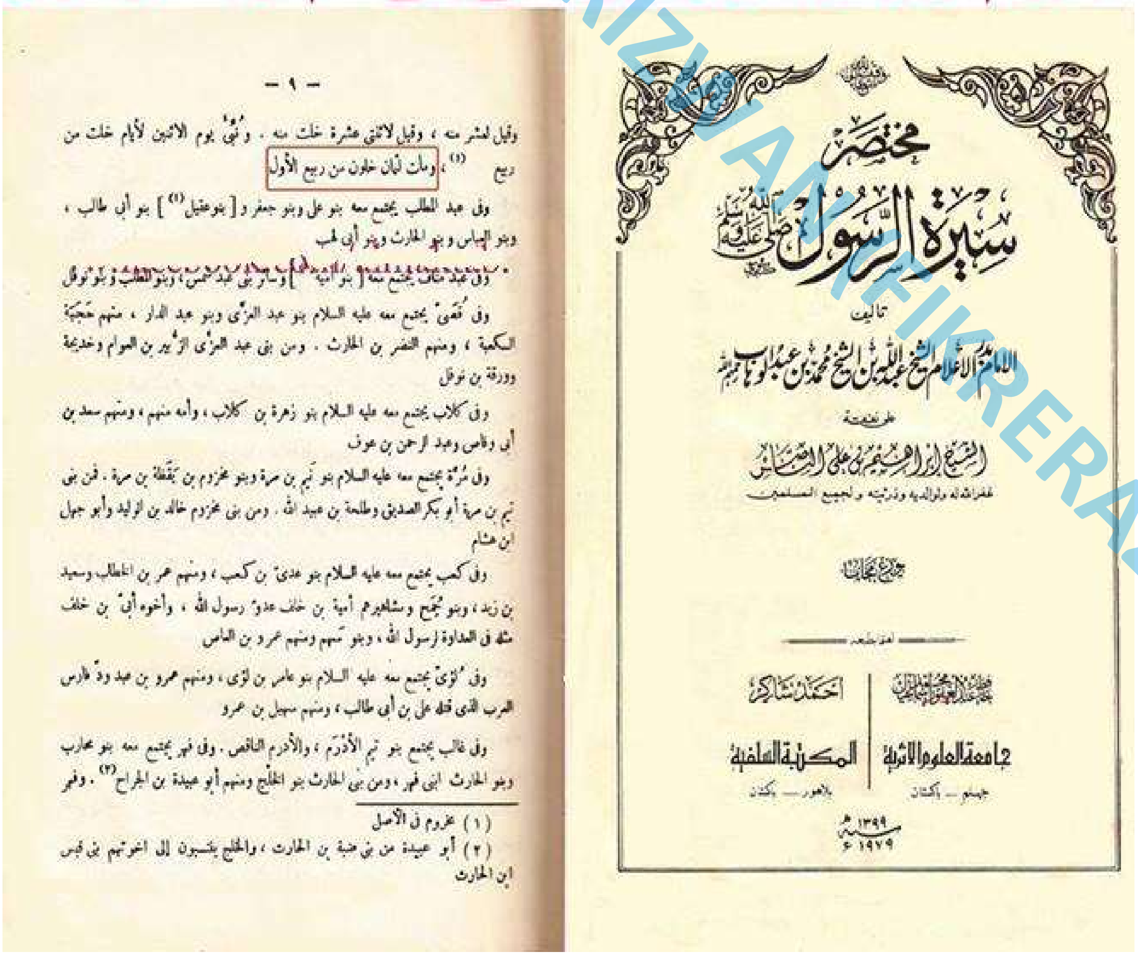


وهابیوں کا امام عبداللہ بن محمد بن عبدالوهاب اپنی کتاب مختصر سیرة الرسول صلی اللہ علیہ وسلم میں لکھتا ہے

مات لثمان خلون من ربیع الاول

کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ وفات 8 ربیع الاول ھے

نجدیو تم قرآن و حدیث کو تو نہیں مانتے اپنے امام کی بات ھی مان لو



مختصر سيرة الرسول صلى الله عليه وسلم

تأليف

الإمام الأعلام الشيخ عبد الله بن الشيخ محمد بن عبد الوهاب

على نفقة

الشيخ إبراهيم بن علي الصانع

غفر الله له ولوالديه وذريته ولجميع المسلمين

أحمد شاكر — المكتبة السلفية — لاهور — باكستان

جامعة العلوم الأثرية — جهلم — باكستان

سنة ١٣٩٩ هـ

١٩٧٩ م

— ٩ —

وقيل لعشر منه ، وقيل لاثنتي عشرة خلت منه . وتوفي يوم الاثنين لأيام خلت من ربيع [(1)] ، ومات لثمان خلون من ربيع الأول

وفي عبد المطلب يجتمع معه بنو علي وبنو جعفر و [بنو عقيل[(1)]] بنو أبي طالب ، وبنو العباس وبنو الحارث وبنو أبي لهب

وفي عبد مناف يجتمع معه [بنو أمية] وسائر بني عبد شمس ، وبنو المطلب وبنو نوفل

وفي قصي يجتمع معه عليه السلام بنو عبد العزى وبنو عبد الدار ، منهم حجبة الكعبة ، ومنهم النضر بن الحارث . ومن بني عبد العزى الزبير بن العوام وخديجة وورقة بن نوفل

وفي كلاب يجتمع معه عليه السلام بنو زهرة بن كلاب ، وأمه منهم ، ومنهم سعد بن أبي وقاص وعبد الرحمن بن عوف

وفي مرة يجتمع معه عليه السلام بنو تيم بن مرة وبنو مخزوم بن يقظة بن مرة . فمن بني تيم بن مرة أبو بكر الصديق وطلحة بن عبيد الله . ومن بني مخزوم خالد بن الوليد وأبو جهل ابن هشام

وفي كعب يجتمع معه عليه السلام بنو عدي بن كعب ، ومنهم عمر بن الخطاب وسعيد بن زيد ، وبنو جمح وشاطيرهم أمية بن خلف عدو رسول الله ، وأخوه أبي بن خلف مثله في العداوة لرسول الله ، وبنو سهم ومنهم عمرو بن العاص

وفي لؤي يجتمع معه عليه السلام بنو عامر بن لؤي ، ومنهم عمرو بن عبد ود فارس العرب الذي قتله علي بن أبي طالب ، ومنهم سهيل بن عمرو

وفي غالب يجتمع بنو تيم الأدرم ، والأدرم الناقص . وفي فهر يجتمع معه بنو محارب وبنو الحارث ابني فهر ، ومن بني الحارث بنو الخلج ومنهم أبو عبيدة بن الجراح[(2)] . وفهر

(١) مخزوم في الأصل

(٢) أبو عبيدة من بني ضبة بن الحارث ، والخلج ينتسبون إلى أخوتهم بني قيس ابن الحارث

علماء دیوبند کی تحقیق کہ 12 ربیع الاول نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پردہ فرمانے کا دن نہیں ہے

کا پردہ اٹھایا اور صحابہ کو دیکھ کر تبسم فرمایا لوگ سمجھے کہ آپ تشریف لاویں گے اس وقت صحابہ کی بیتابی کا عجب حال تھا کہ قریب تھا کہ نماز میں کچھ پریشانی ہو جاوے اور حضرت ابوبکرؓ نے پیچھے ہٹنا چاہا آپ نے دستِ مبارک سے ارشاد فرمایا کہ نماز پوری کرو اور پردہ چھوڑ کر دولت خانہ میں تشریف لے گئے۔

بس یہ تھی اخیر زیارت آپ کی حیات میں اور کچھ واقعات قرب وفات کے روایات بالا کے ضمن میں مذکور ہوئے ہیں اور وفاتؐ آپ کی شروع ربیع الاول

ؐ اور تاریخ کی تحقیق نہیں ہوئی اور بارھویں جو مشہور ہے وہ حساب درست نہیں ہوتا کیونکہ اس سال ذی الحجہ کی نویں جمعہ کی تھی اور یوم وفات دوشنبہ ثابت ہے بس جمعہ کو نویں ذی الحجہ ہو کر بارہ ربیع الاول دوشنبہ کو کسی طرح نہیں ہو سکتی ۱۲ منہ



MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

علماء دیوبند کی تحقیق کہ 12 ربیع الاول نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پردہ فرمانے کا دن نہیں ہے

صفحہ ۱۱۹

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ
اور ہم نے آپ کی خاطر آپ کا ذکر بلند کیا

سیرت خاتم الانبیاء

یعنی
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مختصر مگر نہایت جامع و مستند سوانح عمری

مصنفہ
مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر
بیگم عائشہ باوانی وقف
پوسٹ بکس ۴۱۷۸ کراچی ۲ (اسلامی جمہوریہ پاکستان)

لے تاریخ وفات میں مشہور یہ ہے کہ ۱۲ ربیع الاول کو واقع ہوئی اور یہی جمہور مورخین لکھتے چلے آئے ہیں لیکن حساب سے کسی طرح یہ تاریخ وفات نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ بھی متفق علیہ اور یقینی امر ہے کہ وفات دو شنبہ کو ہوئی اور یہ بھی یقینی ہے کہ آپ کا حج ۹ ذی الحجہ روز جمعہ کو ہوا ان دونوں باتوں کے ملانے سے ۱۲ ربیع الاول روز دو شنبہ نہیں پڑتی اس لئے حافظ ابن حجر نے شرح صحیح بخاری میں طویل بحث کے بعد اس کو صحیح قرار دیا ہے کہ تاریخ وفات دوسری ربیع الاول ہے کتابت کی غلطی سے (۲ کا ۱۲) اور عربی عبارت میں ثانی شہر ربیع الاول کا ثانی عشر ربیع الاول بن گیا۔ حافظ مغلطائی نے بھی دوسری تاریخ کو ترجیح دی ہے۔ واللہ اعلم۔

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

امام جلال الدین سیوطی (۸۴۹۔۹۱۱ھ)

"بے شک آپ ﷺ کی ولادت باسعادت ہمارے لیے نعمتِ عظمیٰ ہے اور آپ ﷺ کی وفات ہمارے لیے سب سے بڑی مصیبت ہے۔ تاہم شریعت نے نعمت پر اظہارِ شکر کا حکم دیا ہے اور مصیبت پر صبر و سکون کرنے اور اُسے چھپانے کا حکم دیا ہے۔ اسی لیے شریعت نے ولادت کے موقع پر عقیقہ کا حکم دیا ہے اور یہ بچے کے پیدا ہونے پر اللہ کے شکر اور ولادت پر خوشی کے اظہار کی ایک صورت ہے، لیکن موت کے وقت جانور ذبح کرنے جیسی کسی چیز کا حکم نہیں دیا بلکہ نوحہ اور جزع وغیرہ سے بھی منع کر دیا ہے۔ لہٰذا شریعت کے قواعد کا تقاضا ہے کہ ماہِ ربیع الاول میں آپ ﷺ کی ولادت باسعادت پر خوشی کا اظہار کیا جائے نہ کہ وصال کی وجہ سے غم کا۔"

لصلاة التراويح [سُنّة](١٠٣)، فلا قبح من الاجتماع(١٠٤) لصلاة التراويح لأجل هذه الأمور التي قُرنت بها.

كلا، بل نقول: أصل الاجتماع لصلاة التراويح سُنّة وقُربة، وما ضُمّ إليها من هذه الأمور قبيح [و](١٠٥) شنيع.

وكذلك نقول: أصل الاجتماع لإظهار شعار(١٠٦) المولد مندوب وقُربة، وما ضُمّ إليه(١٠٧) من هذه الأمور مذموم ممنوع.

وقوله(١٠٨): «مع أن الشهر الذي ولد فيه... » إلى آخره.

جوابه أن يقال: ولادته(١٠٩) ﷺ أعظم النعم علينا، [و](١١٠) وفاته أعظم المصائب بنا(١١١)، والشريعة حثّت على إظهار شكر النعم والصبر والسكون والكتم عند المصائب، وقد أمر الشارع(١١٢) بالعقيقة(١١٣) عند الولادة وهي إظهار [و](١١٤) شكر وفرح بالمولود(١١٥)، ولم يأمر عند الموت بذبح ولا(١١٦) بغيره،

(١٠٣) ما بين المعقوفتين سقطت من ط.
(١٠٤) في ط: فهل يتصور ذم الاجتماع.
(١٠٥) ما بين المعقوفتين سقطت من ا.
(١٠٦) في ا: إجماع شعار المولد.
(١٠٧) في ا: إليها.
(١٠٨) في ا: وقول.
(١٠٩) في ط: جوابه أن يقال أولاً إن ولادته.
(١١٠) ما بين المعقوفتين سقطت من ا.
(١١١) في ط: لنا.
(١١٢) في ط: الشرع.
(١١٣) العقيقة: عق عن ولده ـ من باب رد ـ إذا ذبح عنه يوم أسبوعه، وكذا إذا حلق عقيقته، وهي الشعر الذي يولد عليه كل مولود من الناس والبهائم، ومنه سميت الشاة التي تذبح عن المولود يوم أسبوعه عقيقة.
(١١٤) ما بين المعقوفتين سقطت من ا.
(١١٥) في ا: وفرح بالمولد.
(١١٦) في ا: فلا.

٥٤

بل نهى عن النياحة وإظهار الضجر(١١٧)، فدلت قواعد الشريعة على أنه يحسن في هذا(١١٨) الشهر إظهار الفرح بولادته ﷺ(١١٩) غير إظهار الحزن فيه بوفاته.

من رسائل السيوطي
(١)

حسن المقصد في عمل المولد

للإمام جلال الدين عبد الرحمن السيوطي
٨٤٩ هـ - ٩١١ هـ

دراسة وتحقيق
مصطفى عبد القادر عطا

دار الكتب العلمية

Yaum e WisaL
key Jaahilana
Etaraz ka IMAN
Afroz JAWAB